اسلامی دنیا چوتھی صدی ہجری میں

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق)

مَقْدِسی کی اَحْسَنُ التَّقَاسِیْم فِی مَعْرِفَۃِ الْاَقَالِیْم ان آٹھ جغرافیائی کتابوں میں سے ایک ہے جن کو فاضل مستشرق دی خویہ نے مکتبہ جغرافیہ کے نام سے لیدن میں طبع کیا۔ یہ کتاب عربی لٹریچر کی اہم ترین تصنیفات میں سے ہے اور چند در چند وجوہ سے مکتبہ جغرافیہ کی دوسری کتابوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس میں نہ صرف مسافتوں اور جغرافیہ کے بارے میں تفصیلی معلومات ہیں بلکہ مختلف اسلامی ریاستوں اور ملکوں کی سماجی، مذہبی اور اقتصادی حالت کا تقابلی جائزہ بھی لیا گیا ہے، یہ جائزہ عربی کی دیگر مطبوعہ کتابوں میں خال خال ہی ملتا ہے، اس قیمتی کتاب میں چوتھی صدی ہجری کے رسوم، روایات، فرقوں، تجارت، محصولات، اخلاق اور زبانوں کا ایک منظم گو کسی حد تک ناکافی خاکہ پیش ہوا ہے، یہ کتاب پہلی بار ۱۸۷۷ء میں ڈچ قوم کی تجارت اور جہازرانی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے طبع ہوئی اور پھر دوسری بار انتیس سال بعد ۱۹۰۶ء میں، کتاب کی قدر و قیمت اس بات سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس کی اکثر معلومات خود مصنف کے ذاتی تجربات اور مشاہدات پر مبنی ہیں اور مصنف ایک بڑے سیاح ہی نہ تھے بلکہ ایک عالم اور نقد راوی بھی تھے،

مقدسی نے کتاب کا ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں انھوں نے اپنے موضوع کے حدود کو واضح کیا ہے، اپنے ماخذوں کی تصریح کی ہے، اپنے پیش رو جغرافیائی مصنفوں کی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی خامیوں اور نارسائیوں کو بیان کیا ہے، پھر اپنی جد و جہد، تلاش و جستجو اور صرف کثیر کا ذکر کیا ہے اور اپنی کتاب کی مختلف اصطلاحوں پر روشنی ڈالی ہے، مقدمہ کے خاص خاص

حصوں کا ترجمہ یہ ہے: "پچھلے مصنفوں کی تصنیفات دیکھ کر مجھے شدت سے احساس ہوا کہ ان موضوعات کو قلم بند کروں جن کی طرف انھوں نے توجہ نہیں دی یا جن کو تشنہ چھوڑ دیا ہے، اس کتاب میں ایک طرف میں نے مشہور صدر مقاموں اور بڑے شہروں اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے والی سڑکوں اور مرحلوں کے درمیانی فاصلوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور دوسری طرف سامانِ تجارت کے گوداموں، کارخانوں اور منڈیوں، ہر ملک اور علاقہ کی زبانوں لہجوں اور مذہب اور ان کے باہمی فرق پر روشنی ڈالی ہے، میں نے مختلف ریاستوں اور ملکوں کے رائج وزنوں، پیمانوں، سکّوں کے اوزان، تبادلۂ زر کی شرحوں، غذا، پانی، پھلوں، خوبیوں اور برائیوں، درآمد، برآمد، رسوم اور تجارتی وصنعتی خصوصیات کو بھی بیان کیا ہے، اس کے علاوہ میں نے مقدس مقامات کے حالات، ریگستانی پُرخطر راستوں، دلدلوں، مرتفع مقامات، میدانوں، بنجر حصوں، پہاڑیوں، دریاؤں، جھیلوں، سمندروں، زرخیز اور خوش حال، بنجر اور فاقہ زدہ علاقوں کی تفصیلات پیش کی ہیں، ان معلومات کے لئے میں نے اسلامی ممالک کی نہایت وسیع سیاحت کی جس میں میرے دس ہزار سے زیادہ درہم (تقریبًا پانچ ہزار روپے) خرچ ہوئے ان کے لئے میں فاضلوں اور عالموں سے ملا، بادشاہوں کی خدمت کی، ان کے کتب خانے چھانے، قاضیوں کے ساتھ بیٹھا، فقیہوں سے درس لیا، ادیبوں کی محفلوں اور قرآن خوانوں کے حلقوں میں شریک ہوا، زاہدوں اور صوفیوں کی صحبت اختیار کی، قصہ گوؤں اور واعظوں کے ساتھ بود وباش رکھی اور ان تمام مصروفیات کے باوجود تجارت بھی کرتا رہا، اس کے علاوہ اپنے مشاہدات پیش کرنے سے پہلے میں نے تمام متعلقہ امور وحقائق اچھی طرح ہضم کئے، خود تجربہ کر کے ریاستوں اور ملکوں کے درمیانی فاصلوں کا اندازہ لگایا، خود سرحدوں اور فوجی چھاؤنیوں کو جاکر دیکھا، خود مذہبوں اور فرقوں کے بارے میں تحقیقات کی، خود زبانوں، بولیوں اور لہجوں کے امتیاز دریافت کئے اور سمجھے اور جہاں تک میری اہلیت نے ساتھ دیا ضلعوں اور شہروں کی صحیح صحیح تقسیم کی، اور محصولات کے اعداد وشمار پوری تحقیق سے مرتب کئے" اس کتاب میں میں نے

جو کچھ دیکھا یا سنا سب پیش کر دیا ہے۔ جو باتیں ذاتی تجربہ یا متواتر روایات سے پایۂ ثبوت کو پہنچیں ان کو بغیر کسی تردد کے بیان کیا اور اگر کسی امر میں مجھے شبہ ہوا یا کوئی بات آحاد روایۃ سے ہاتھ آئی تو میں نے بلا تکلف اس کو راوی کی طرف منسوب کر دیا ہے، بااین ہمہ احتیاط و تدبیر میں نہ تو خود کو لغزش سے ماورا سمجھتا ہوں نہ کتاب کو غلطیوں سے پاک[1]۔"

اس مضمون میں دنیائے اسلام کا اطلاق ان علاقوں پر ہوا ہے (۱) جزیرۂ عرب (۲) عراق (۳) اقور (دیار ربیعہ، دیار مضر، دیار بکر) (۴) شام (۵) مصر (۶) مغرب (شمالی افریقہ، تونس، مراکش، صقلیہ، اسپین) (۷) مشرق (خراسان، سجستان اور ماوراء النہر) (۸) دیلم (قومس۔ جرجان۔ طبرستان) (۹) رحاب (ران، آرمینیہ، آذربیجان) (۱۰) جبال (۱۱) خوزستان (۱۲) فارس (۱۳) کرمان (۱۴) سندھ ان میں اول کے چھ عربی علاقے ہیں اور بعد کے آٹھ عجمی (فارسی و ترکی) ذیل میں مذکورہ بالا ریاستوں اور ملکوں سے متعلق ان امور کا ذکر ہوگا جو ہمارے اسلامی تمدن اور معاشرت سے دلچسپی رکھنے والوں کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو سکتے ہیں، مصنف کی وہ تفصیلات جن کا تعلق فاصلوں یا عام جغرافیہ سے ہے یا وہ حالات جن کی اس وقت اہمیت نہیں نظر انداز کر دئے گئے ہیں، مقدسی نے اپنی کتاب کو ۳۷۵ ہجری میں شائع کیا جب کہ ان کی عمر چالیس سال کی تھی[2]۔ اس وقت مصر میں عزیز نزار فاطمی (۳۸۹۔۳۶۴) خلیفہ تھے اور ماوراء النہر میں نوح بن منصور سامانی کی حکومت تھی، اس سے ظاہر ہے کہ کتاب میں اسلامی دنیا کے جو حالات بیان ہوئے ہیں وہ ۳۵۰ اور ۳۷۵ ہجری کے درمیانی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں،

۱۔ جزیرۂ عرب

مقدسی کی سیاحت کے وقت یہ جزیرہ چار بڑے سیاسی حصوں میں تقسیم تھا

[1] مقدسی ص ۸، ۲، ۱، ۹ طبع لیدن ۱۹۰۶ء [2] مقدسی ص ۸۔۹

(۱) حجاز (۲) یمن (۳) عمان (۴) ہجر یا بحرین

حجاز کے اہم شہر!

۱- مکہ ۲- مدینہ ۳- طائف ۴- قرح یا وادی القریٰ ۵- جدّہ

(۱) مکہ: اس شہر کی اکثر عمارتیں سفید یا سیاہ چکنے پتھر کی تھیں جن کی بالائی منزلیں اینٹوں سے چنی گئی تھیں، موسم گرما میں دن کے وقت یہاں سخت گرمی پڑتی ہے لیکن راتیں خوشگوار ہوتی تھیں، میٹھے پانی کے کنوؤں کے علاوہ یہاں تین تالاب تھے جن میں نہر زبیدہ کا پانی آتا تھا، مکانوں کا کرایہ باشندوں کی آمدنی کا خاص ذریعہ تھا۔

(۲) مدینہ: یہ مدنیت اور رقبہ میں مکہ سے نصف تھا، شہر کا اکثر حصہ نخلستانوں اور گاؤں سے گھرا ہوا تھا اور کچھ حصہ میں کاشت بھی ہوتی تھی، شہر میں میٹھے پانی کے کنوؤں کے علاوہ ایسے حوض تھے جن میں نہروں سے پانی آتا تھا، حضرت عمرؓ نے جو نہر جامع مسجد کے دروازہ تک نکالی تھی خراب ہو چکی تھی جامع مسجد کے قریب کافی بارونق بازار تھے شہر کی آبادی کم تھی اور اکثر لوگ حضرت حسینؓ کی نسل سے تھے، یہاں کی زمین شور تھی اور مکانات کچے تھے،[۲]

(۳) طائف: یہ ایک صحت بخش چھوٹا پہاڑی شہر تھا جہاں کثرت سے پھل ہوتے تھے، خاص طور پر انار، نفیس قسم کی کھجور اور انگور، مکہ میں پھل زیادہ تر یہیں سے آتے تھے باشندوں کا خاص پیشہ دباغت تھا، سخت گرمی کے زمانہ میں مکہ کے بادشاہ یہاں آکر رہتے تھے[۳]

(۴) قرح یا وادی القریٰ: مقدسی کی سیاحت کے وقت سارے حجاز میں نہ تو کوئی شہر اتنا شاندار، خوش حال اور آباد تھا اور نہ کسی دوسرے شہر میں اتنی تجارت دولت اور برکت تھی، یہ ایک مضبوط قلعہ میں واقع تھا جس میں خوشنما مکانات بنے ہوئے تھے، شہر کے چاروں طرف لہلہاتے گاؤں اور نخلستان تھے یہاں پانی فراواں تھا، کھجوریں

---

[۱] مقدسی ص ۷۱، ۷۲ [۲] مقدسی ص ۸۰ [۳] مقدسی ص ۷۹

بہت سستی تھیں اور بازار میں عمدہ قسم کی روئی ملتی تھی، شہر کے اکثر لوگ یہودی تھے [1]

(۵) جدّہ - یہ بحر قلزم کے ساحل پر ایک نہایت آباد شہر تھا - اس کے مالدار باشندے بیشتر تاجر تھے - یہ مکہ یمن اور مصر کا گودام تھا، یہاں گرمی بہت سخت پڑتی تھی اور پانی کمیاب تھا - اس کی تجارت زیادہ تر فارسیوں کے ہاتھ میں تھی جو شاندار محلوں میں رہتے تھے [2]

۲ یمن

یمن کے دو حصے تھے (۱) تہامہ یا وہ میدانی علاقہ جو بحر قلزم کے ساحل پر پھیلا ہوا تھا اور (۲) نجد جس کا اطلاق تہامہ کے عقب کے پہاڑی علاقہ پر ہوتا تھا، اہم شہر زبید - یہ تہامہ کا صدر مقام اور شاہ یمن کا مستقر تھا، شہر مٹی کے قلعہ میں واقع تھا - یہاں خوش نما اور شاندار عمارتیں تھیں اور بڑے بڑے مالدار لوگ اور تاجر رہتے تھے، عمارتیں بالعموم اینٹ سے بنائی گئی تھیں، مکان فراخ اور دل لگاؤ تھے، شہر میں میٹھے پانی کے کنوئیں اور صاف ستھرے حمام تھے، یہاں علماء اور ادیبوں کا ایک طبقہ بھی آباد تھا اور لوگوں میں کسی قدر تمیز و شائستگی موجود تھی ان وجوہ سے اس کو یمن کا بغداد کہا جاتا مکہ کے مقابلہ میں زیادہ خوش حال آباد اور بارونق تھا، شہر کے گرد کھیت اور گاؤں تھے - ان خوبیوں کے باوجود یہاں معیشت مہنگی تھی، بازار تنگ تھے اور پھل کمیاب، باشندوں کی خاص غذا باجرہ اور مکئی تھی - [3]

(۲) عدن - یہ یمن کا سب سے بڑا اور اہم ترین بندرگاہ تھا، مقدسی نے اس کو چین کی دہلیز اور مغرب (شمالی افریقہ اسپین اور مراکش) کے گودام سے تعبیر کیا ہے - یہ خوب خوش حال اور آباد تھا - یہاں بہت سے محل تھے - نو واردوں کے لئے یہ نہایت مبارک تھا اور مستقل آباد ہونے والوں کے لئے تمول کا ضامن - یہاں کے لوگ پاک اخلاق

---

[1] (مقدسی ص ۸۳-۸۴) [2] (مقدسی ص ۷۹) [3] (مقدسی ص ۸۴-۸۵)

تھے، سمندر کی سمت کو چھوڑ کر عدن کے ہر طرف پہاڑ تھا، یہاں کے حمام بہت گندے اور خراب تھے، کنوؤں کا پانی کھاری تھا، میٹھا پانی بارہ میل دور سے لایا جاتا تھا، یہ ایک بنجر اور خشک مقام تھا جہاں نہ زراعت تھی نہ مویشی، نہ درخت نہ پھل، نہ پانی نہ چارہ، یہاں آگ بہت لگتی تھی اور جہاز آئے دن تباہ ہوتے تھے، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ایک شخص رات کو مالدار سوتا اور صبح کو فقیر اٹھتا[۱]

(۳) صنعاء۔ یہ یمن کے اس حصہ کا صدر مقام تھا جس کو نجد کہتے تھے، پہلے زمانہ میں یہ زبید سے زیادہ بڑا اور خوشحال تھا لیکن بعد میں ان کی اہمیت اور شان و شوکت کم ہوگئی تھی باایں ہمہ مقدسی کے وقت میں یہاں ایسے بااثر اور ذی علم لوگ تھے جو اپنی سمجھ بوجھ اور ٹھاٹ باٹ میں یمن بھر میں نظیر نہ رکھتے تھے، یہاں کی آب و ہوا بہت عمدہ اور صحت بخش تھی۔ یہ زبید سے رقبہ میں بڑا تھا اور یہاں کے مکانات اینٹ سے تعمیر ہوئے تھے، یہاں پھلوں کی افراط تھی، نرخ سستے تھے اور تجارت فروغ پر تھی، مقدسی نے یہاں کی روٹی کی تعریف کی ہے[۲]

(۴) صعدہ۔ یہ شہر گو صنعاء سے چھوٹا تھا تاہم خوب خوش حال اور آباد تھا۔ یہاں سے اعلیٰ قسم کا چمڑہ باہر بھیجا جاتا تھا اور عمدہ قسم کی مشکیں بنائی جاتی تھیں۔ یہاں علوی شیعوں کا راج تھا[۳]

(۵) شحر۔ یہ ساحلی شہر تھا جہاں بکثرت بڑی مچھلیاں پکڑی جاتی تھیں اور پھر عمان، عدن، بصرہ اور عدن کو بھیجی جاتی تھیں۔ یہاں ایک درخت پایا جاتا تھا جس سے کندر نام کا گوند نکلتا تھا[۴]

(۶) حضرموت۔ یہ احقاف کا سب سے بڑا شہر تھا اور ساحل سے دور ریگستان میں آباد تھا۔ یہاں کے باشندے خوارج کے شراۃ فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔

---

[۱] (مقدسی ص۸۵) [۲] (مقدسی ص۸۶) [۳] (مقدسی ص۸۷) [۴] (مقدسی ص۸۷)

عُمان

یہ علاقہ دو سو پچاس میل لمبا اور اسی قدر چوڑا تھا، یہاں نخلستان اور باغ بہت تھے جن کی آبیاری کنوؤں سے ہوتی تھی، پانی نکالنے کا کام بیلوں سے لیا جاتا تھا۔ یہاں کے باشندے خوارج فرقے شراۃ سے متعلق تھے، عمان کا سب سے اہم شہر صحار تھا۔

صُحار۔ ہمارے مصنف کے زمانہ میں بحر ہند پر اس سے زیادہ بڑا، بارونق اور شاندار شہر کوئی دوسرا نہ تھا، یہ عمان کا صدر مقام اور ایک نہایت آباد، خوش آیند اور صاف ستھرا شہر تھا، شان و شوکت میں زبید اور صنعاء سے بڑھا ہوا تھا، یہاں کے لوگ مالدار تھے، تجارت فروغ پر تھی اور خوشحالی عام تھی، یہاں کے بازار خوش وضع تھے اور سمندر کے کنارے دور تک اینٹ اور ساگون سے بنی ہوئی عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں، شہر میں میٹھے پانی کے بہت سے کنوئیں تھے اور ایک نہر بھی تھی۔ یہاں ہند اور چین سے جہاز آتے تھے۔ بقول مقدسی صحار چین کی دہلیز، مشرق و عراق کا گودام اور یمن کی رسد گاہ تھا۔ شہر پر فارسی چھائے ہوئے تھے [۱]

ھَجَر

جزیرہ عرب کا یہ علاقہ خلیج فارس کے ساحل پر پھیلا ہوا تھا اور اس کے اکثر شہر یا تو ساحل پر آباد تھے یا ساحل سے قریب تھے، اس کا سب سے اہم شہر اور صدر مقام اَحسا، تھا۔

اَحساء اس کو بحرین بھی کہتے تھے، یہ ایک بڑا اور آباد شہر تھا جہاں کثرت سے کھجور کے باغ تھے اس کی آب و ہوا بہت گرم تھی اور یہاں خورد و نوش کی قلت تھی یہ تجارت کا بڑا

۱؎ (مقدسی ص ۹۲)

مرکز تھا اور سمندر سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر آباد تھا، اس کے قریب کئی جزیرے تھے یہاں لوگوں کے چال چلن پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی اور انصاف کا دور دورہ تھا، احساء ابو سعید قرمطی کی حکومت کا مستقر تھا، ؎

(ب) جزیرۂ عرب کی حکومتیں

۱۔ حجاز پر مصر کے فاطمی خلفاء کا تسلط تھا۔ ۲۔ یمن پر زیاد بن ابیہ کے خاندان کے بادشاہ حکمراں تھے ۳۔ الثار (یمن) کے ضلع پر ایک خود مختار سلطان قابض تھا جس کی سالانہ آمدنی ۵ لاکھ دینار تھی۔ ۴۔ صنعاء (یمن) پر بھی ایک خود مختار سلطان کا قبضہ تھا جو ایک مقررہ رقم کے عوض سلاطین زیاد کے نام پر خطبہ پڑھتا تھا۔ ۵۔ صعدہ (یمن) کے علوی سرداروں کے زیر اقتدار تھا مگر خطبہ یہاں بھی سلاطین زیاد کے نام پر پڑھا جاتا تھا مقدسی نے صعدہ حکومت کے انصاف کی تعریف کی ہے۔ ۶۔ عمان پر عراق اور فارس کے بویہی بادشاہ حکومت کرتے تھے۔ ۷۔ ہجر اور احقاف پر قرامطہ کا راج تھا۔

(ج) جزیرۂ عرب کے ذمی

۱۔ یہودی ۲۔ عیسائی۔ یہودیوں کی تعداد عیسائیوں سے زیادہ تھی۔

(د) زبانیں اور علاقائی بولیاں:

صُحار (عمان کے صدر مقام) کو چھوڑ کر جہاں فارسی رائج تھی سارے جزیرۂ عرب میں عربی بولی جاتی تھی حتیٰ کہ جُدّہ اور عدن میں جہاں کی اکثر آبادی اور تجارت فارسی تھی عربی بھی استعمال ہوتی تھی۔ جزیرہ کے صحرائی قبیلوں میں عربی کی سب مشہور بولیاں رائج تھیں، ان سب میں قبیلہ ھُذَیل کی عربی سب سے زیادہ شستہ اور صحیح تھی اور اس کے

؎ مقدسی ص ۹۲

بعد حجاز اور نجد یمن کی البتہ احقاف کے باشندوں کی عربی وحشیانہ تھی۔ [1]

(۵) تجارت:- اس ملک کی تجارت بہت اہم اور مفید تھی، بقول مقدسی یہاں دو آفاقی بندرگاہ تھے عدن اور صحار، حاجیوں کا بڑا بازار منی تھا، یہاں جدّہ اور جار کے گودام تھے، یہاں وادی القریٰ کا شہر تھا جو عراق اور شام کی تجارت کا دورا ہا تھا، یہاں یمن تھا جو یاقوت، عماموں، چمڑہ اور غلاموں کا دساور تھا، یہاں عمان تھا۔ جہاں مختلف سامان کی درآمد ہوتی اور جہاں سے یہ سامان عراق، ایران اور ماوراء النہر کے ملکوں کو بھیجا جاتا، اس سامان تجارت میں سے چند کے نام مقدسی نے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ اگر سب کا ذکر کیا جائے تو کتاب بہت بڑھ جائے گی۔ عطر تیل اور خوشبودار اشیاء کے جملہ اصناف ۲- بقم (ایک سرخ رنگ) ۳- ساگون کی لکڑی۔ ۴- شیشم کی لکڑی، ۵- ہاتھی دانت ۶- موتی۔ ۷- دیباج ۸- سیپی ۹- یاقوت ۱۰- آبنوس ۱۱- ناریل ۱۲- شکر ۱۳- اسکندروس ۱۴- صندل کی لکڑی ۱۵- سیسہ ۱۶- بید ۱۷- غضار (سبز رنگ کی لیسدار مٹی) ۱۸- مرچ ۱۹- لوہا۔ عدن کے بندرگاہ پر مذکورہ بالا اشیاء کے علاوہ اور مختلف اصناف کی درآمد ہوتی تھی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں ۱- عنبر ۲- شروب (ایک عمدہ قسم کا کپڑا) ۳- چمڑے کی ڈھالیں ۴- حبشی غلام ۵- خوجے ۶- چیتے کی کھالیں، عدن سے یہ سامان قافلوں کے ذریعہ مکہ بھیجا جاتا اور وہاں سے مراکش صقلیہ اور اسپین [2]

(۶) صنعتی اور تجارتی خصوصیات زبید کا چمڑا اور بے نظیر تیل ۲- عدن کا شروب کپڑا جس کو مصر کے بنے ہوئے کپڑے قصب سے بہتر سمجھا جاتا ۳- مہرہ کی رسیاں ۴- جدیب اور منحولا کی دھاری دار چادریں ۵- صعدہ کے تھیلے اور چرمی کپڑا ۶- صنعار کے عقیق اور ایک دھاری دار کپڑا جس کا صعیدی نام تھا ۷- حالی (یمن) کے پیالے ۸- ینبع (حجاز) کی چکیاں اور مہندی ۹- یثرب کی مسواکیں اور صیحانی کھجوریں ۱۰- عشر (یمن) کی

---

[1] (مقدسی ص ۹۶) [2] (مقدسی ص ۹۷)

ٹوکریاں ۱۱- مروہ (حجاز) کی بڑدی کھجوریں اور گوند ۱۲- مہرہ (یمن) کا کندر اور مچھلیاں ۱۳- عدن کا ورس (ایک پودا جس سے زرد رنگ نکلتا تھا) ۱۴- مکہ کی سنا ۱۵- قرح (وادی القری) کے قفل ۱۶- عمان کی شصین کھجوریں۔

(ز) معدنیات اور عنبر- بحر (بحرین) کے سمندر میں اُوال اور جزیرہ خارک کے مقابلہ میں بڑے پیانہ پر موتی نکالے جاتے تھے، اس سمندر میں ایک مچھلی تھی جس سے غوطہ خوروں کو سخت خطرہ رہتا کیوں کہ یہ آنکھوں پر جھپٹتی تھی، صنعاء میں عقیق، ینبع اور مروہ کے درمیانی علاقہ میں سونے کی کانیں تھیں، عنبر کی پراسرار خوشبو عدن اور مخا کے درمیانی ساحل سے حاصل ہوتی تھی جہاں جنوبی ہوائیں لاکر ان کو ڈالتی تھیں، جو شخص عنبر پا لیتا چاہے اس کی مقدار کچھ ہوتی اس کے لئے ضروری تھا کہ حکومت کے محافظ خانہ میں جاکر ان کو جمع کرے- اس کے عوض حکومت کی طرف سے اس کو ایک دینار اور کچھ نیا کپڑا بطور انعام ملتا تھا۔[1]

(ح) پیمانے- اس ملک میں یہ پیمانے رائج تھے ۱- صاع ۲- مُد ۳- مکوک حجاز میں ان پیمانوں کے اوزان حسب ذیل تھے- مُد = ¼ صاع، صاع = ½ مکوک اور صاع = ½ ۵ رطل (پونڈ) مقدسی نے تصریح کی ہے کہ صاع کا وزن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آٹھ رطل کے بقدر تھا اور اسی وزن سے وہ اپنی قسموں کا کفارہ ادا کرتے تھے- پھر جب سعید بن عاص، حضرت معاویہ کی طرف سے مدینہ کے گورنر ہوئے تو انہوں نے صاع کا وزن آٹھ رطل سے گھٹا کر ½ ۵ رطل کر دیا، حجاز کا سب سے بڑا پیمانہ مُہار تھا جو تین سو رطل کے بقدر ہوتا تھا۔[2]

(ط) محصولات- جدہ کے بندرگاہ پر حسب ذیل ٹیکس لئے جاتے تھے- ۱- گیہوں کے اونٹ بھر بوجھ پر نصف دینار ۲- شطوی کپڑے کی ہر گانٹھ پر ۳ دینار (یہ عمدہ قسم کا کپڑا

---

[1] مقدسی ص ۱۰۱ [2] مقدسی ص ۹۸-۹۹

مصر کے شہر شطا میں بنایا جاتا تھا، ۳- دبیقی کپڑے کی ہر گانٹھ پر دو دینار (یہ کپڑا مصر کے شہر دبیق میں بنتا تھا) ۴- اونٹ بھر اون پر دو دینار- عشر سے جو سامان گذرتا تھا اس پر ذیل کے ٹیکس لئے جاتے تھے- ۱- اونٹ بھر وزن پر ایک دینار ۲- زعفران کی چھوٹی ٹوکری پر ایک دینار ۳- ہر غلام پر ایک دینار، ساحلی شہروں میں محصول کی شرح نسبتاً کم تھی- قرین اور لطن مَرّ میں اونٹ بھر بوجھ پر جو جُدّہ سے مکہ جاتا نصف دینار لیا جاتا تھا- زبید کے دروازہ پر مشک کی ہر مقدار پر ایک دینار اور کپڑے کی ہر گانٹھ پر نصف دینار ٹیکس تھا- مذکورہ بالا محصولات کے علاوہ جو ٹیکس رائج تھے وہ زیادہ سخت نہ تھے البتہ یمن کے سب ہی ٹیکس سخت تھے عدن میں سامان کی قیمت کا پہلے ڈکادی دیناروں میں تخمینہ لگایا جاتا تھا اور پھر اسی کا دسواں حصہ عشری دیناروں میں بطور ٹیکس لیا جاتا تھا (عشری دینار کی شرح تبادلہ ڈکادی دینار کی شرح سے زیادہ تھی مقدسی کی تحقیقات کے بموجب عدن میں تجارتی سامان کا ایک تہائی حصہ بطور ٹیکس شاہی خزانہ کی نذر ہو جاتا تھا- صعدہ کے منصف سلاطین تھے لہ ٹیکس کے نام سے کچھ نہیں لیتے تھے بلکہ زکاۃ کے نام سے تجارتی سامان کا چالیسواں حصہ وصول کرتے

(۴) مذاہب مکہ تہامہ، صنعاء اور وادی القری کے لوگ سنی تھے، صنعاء اور عمان کے مضافات میں خوارج کے کٹر فرقوں کا زور تھا- حجاز کے باقی حصے شیعہ تھے اور یہی مذہب عمان، ہجر اور صعدہ کے ان لوگوں کا تھا جو حدیث کی جگہ قیاس پر زیادہ اعتماد کرتے تھے، عمان، صعدہ سروات مکہ اور مدینہ کے لوگ معتزلی مسلک کے تھے، یمن کے اکثر قاضی حنفی مذہب تھے، صنعاء اور صعدہ کی جامع مسجدوں پر حنفیوں کا قبضہ تھا معافر کے لوگ ابن المنذر کے مسلک کے پیرو تھے اور نجد یمن کے دیہاتوں میں سفیان ثوری کے فقہ پر عمل ہوتا تھا- تہامہ اور مکہ میں آذان ترجیع کے ساتھ دی جاتی تھی اور زبید میں دونوں عیدوں کی نماز سے پہلے تکبیر کہنے کا دستور تھا، ہجر کے لوگ قرمطی اصولوں پر عمل

لہ (مقدسی صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶)

پیرا کھتے ہیں۔[1]

(ک) مذہبی جھگڑے۔ مکہ کے شیعی درزی اور سنی قصاب بڑے متعصب تھے اور آئے دن ایک دوسرے سے لڑتے تھے۔ ایسی ہی فرقہ وارانہ لڑائیاں عدن کے ملاحوں اور حماتیس کے درمیان ہوتی تھیں، ینبع کے شیعوں اور سنیوں کے درمیان سخت عداوت تھی۔ زبید کے بجہ، حبشی اور نوبی مسلمان بھی مذہب کے نام پر لڑتے تھے۔ یمامہ میں قصاب اور بدو عرب دست و گریباں تھے، جامع مسجد میں ان دو فرقوں کی الگ الگ نماز ہوتی تھی اور اگر کوئی پردیسی مسجد میں آتا تو اس کو یا تو دونوں میں سے کسی کا ساتھ دینا پڑتا یا ذلیل ہو کر مسجد چھوڑنا پڑتی۔[2]

(ل) اخلاق، عادات اور رسومات مکہ کے لوگ اکھڑ اور بد خلق تھے، یمن کے لوگوں میں ظرافت اور شائستگی کی کمی تھی؛ عمان کے لوگ کم ناپتے، کم تولتے اور بدکردار تھے عدن میں زنا کی گرم بازاری تھی، روشنی کے لئے عام طور پر صیفہ مچھلی کا تیل استعمال ہوتا تھا، یہ تیل مہرہ سے آتا تھا اس ملک میں چونا سیاہ رنگ کا ہوتا تھا، یمن کے لوگ اچھی جلدوں کے قدر داں تھے اور جلد بندی کی اچھی اجرت ادا کرتے تھے۔ مقدسی جنہوں نے اپنے سفر میں متعدد پیشے اختیار کئے کہتے ہیں کہ مجھ کو قرآن کی جلد باندھنے کی اجرت کبھی کبھی دو دینار تک مل جاتی تھی۔[3]

عدن میں رمضان آنے سے دو دن پہلے چھتیں سجائی جاتی تھیں اور ان پر نقارے بجائے جاتے تھے، رمضان شروع ہونے پر لوگ سحری سے پہلے ٹولیاں بنا کر قصیدے اور نظمیں پڑھتے گشت لگاتے اور عید کے دن گھر گھر جا کر انعام وصول کرتے تھے، فارسی نوروز کے دن لوگ ڈھول بجاتے ہوئے ان لوگوں کے گھروں پر جاتے جو نوروز مناتے اور خوب روپیہ جمع کرتے، مکہ میں عید سے ایک دن پہلے خیمے اور قنادیں لگ جاتی تھیں اور صفا اور مروہ کے درمیان بازار

[1] مقدسی ص ۹۶-۹۵ [2] مقدسی ص ۱۰۲ [3] مقدسی ص ۱۰۱-۹۹

سجائے جاتے تھے اور عید کی صبح تک نقارے بجتے تھے عید کی نماز کے بعد کنیزیں رنگ رنگ کے لباس پہنے ہاتھوں میں پنکھے لئے کعبہ کا طواف کرنے جاتی تھیں رمضان کے زمانہ میں پانچ امام تراویح کی نماز پڑھانے کے لئے مقرر کئے جاتے، جب ایک امام چار رکعت پڑھ لیتا تو منبر نمازیوں کو ساتھ لے کر کعبہ کے گرد سات چکر لگاتا اور اس دوران میں مؤذن تکبیر اور کلمے کا بآواز بلند ورد کرتا رہتا، جب سات چکر ہو جاتے تو ایک چرمی کوڑا ہوا میں مارا جاتا جس کی آواز سن کر نمازی واپس آتے اور دوسرے امام کے ساتھ چار رکعت پڑھتے اس طرح تراویح ختم ہونے تک ہر چار چار رکعت کے بعد یہی عمل ہوتا تھا، [1]

---

[1] مقدسی ص۱۰۳

تفسیر مظہری (عربی)

کلام الٰہی کی بہترین تفسیر

علماء طلباء اور عربی مدرسوں کے لئے شاندار تحفہ

مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے تفسیر مظہری تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی یہ حقیقت ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی امام وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات علمی کا عجیب و غریب نمونہ ہے

اس بے مثال کتاب کا پورے ملک میں ایک نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا شکر ہے کہ برسوں کی جدوجہد کے بعد آج ہم اس لائق ہی کہ اس متبرک کتاب کے شایع ہونے کا اعلان کر سکیں تقریباً تمام جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں صرف آخری جلد جس میں دو پاروں کی تفسیر ہے زیر طبع ہے۔

ہدیہ غیر مجلد:- جلد اول سات روپے، جلد ثانی سات روپے، جلد ثالث آٹھ روپے، جلد رابع پانچ روپے، جلد خامس سات روپے، جلد سادس آٹھ روپے، جلد سابع آٹھ روپے، جلد ثامن آٹھ روپے جلد تاسع پانچ روپے جلد عاشر زیر طبع ہدیہ مکمل نو جلد ترسٹھ روپے رعایتی ساٹھ روپے